اس رسالہ مبارکہ میں گمراہیت کے پیشواؤں کے علم غیب پر
ان شبہات کا بے نظیر ازالہ کیا گیا ہے جن پر ان کو بڑا ناز تھا۔

اِزَاحَةُ العَیبِ بِسَیفِ الغَیبِ

۱۳۳۰ھ

تصنیف

امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ





اس رسالہ مبارکہ میں گمراہیت کے پیشواؤں کے علم غیب پر
ان شبہات کا بے نظیر ازالہ کیا گیا ہے جن پر ان کو بڑا ناز تھا۔

اِزَاحَۃُ الْعَیْبِ بِسَیْفِ الْغَیْب

۱۳۳۰ھ

یعنی غیب کی تلوار سے عیب کو دور کرنا

تصنیف

امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ



اس رسالہ مبارکہ میں گمراہیت کے پیشواؤں کے علم غیب پر
ان شبہات کا بے نظیر ازالہ کیا گیا ہے، جن پر ان کو بڑا ناز تھا۔

اِزَاحَۃُ الْعَیْبُ بِسَیْفِ الْغَیْبُ

۱۳۳۰ھ

یعنی غیب کی تلوار سے عیب کو دور کرنا

تصنیف

امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ



الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

سلسلہ اشاعت نمبر 8

نام کتاب ------------ اِزَاحَۃُ الْعَیْبِ بِسَیْفِ الْغَیْبِ ۱۳۳۰ھ

مصنف ------------ الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی

موضوع ------------ علم غیب رسول

صفحات ------------ 32

تاریخ اشاعت ------- ذوالقعدہ ۱۴۳۵ھ مطابق ستمبر 2014ء

تعداد ------------ دو ہزار

ناشر ------------ مرکزی مجلس رضا لاہور

شائقین مطالعہ 20 روپے کی ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کر سکتے ہیں

ملنے کا پتہ

B-19 جاوید پارک شادباغ لاہور

مسلم کتابوی گنج بخش روڈ دربار مارکیٹ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ؕ

مسئلہ: از مدرسۂ دیوبند ضلع سہارن پور مرسلہ یکے از اہلسنت نصرہم اللہ تعالیٰ بوساطت جناب مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ تسلیمات دستِ بستہ کے بعد گذارش ہے بندہ اس وقت وہاب گڑھ مدرسہ دیوبند میں مقیم ہے۔ جنابِ عالی (یعنی جناب مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی) جو جو باتیں آپ نے ان لوگوں کے حق میں فرمائی تھیں وہ سب سچ ہیں۔ سَرِ مُو فرق نہیں۔ عید کے دن بعد نماز جمیع اکابر علماء و طلباء و رؤسا نے مل کر عید گاہ میں بقدر ایک گھنٹہ یہ دُعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ جارج پنجم بادشاہ لندن کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور اس کے والد کو خدا مغفرت نصیب کرے اور جس وقت جارج پنجم ولایت سے بمبئی کو آیا تو مُبلغ ۴۲ روپیہ کا تار برائے خیر مقدم یعنی سلامی روانہ کر دیا اور بتاریخ ۱۳ ذی الحجہ ایک بڑا جلسہ کر دیا کہ جو چار گھنٹے مختلف علماء نے بادشاہ انگریز کی تعریف اور دُعا بیان کی اور خوشی کے واسطے مٹھائی تقسیم کی اور عین خطبہ میں بیان کیا کہ امام احمد بن حنبل نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امام احمد نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری کتنی عمر باقی ہے آپ نے پانچ انگشت اٹھائیں پھر برائے تعبیر محمد بن سیرین کے پاس آئے انہوں نے فرمایا، بِخَمْسٍ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ تو معلوم ہو کہ:

آپ مُطَّلِعْ عَلَی الْغَیْبِ نہیں۔

دُوُم ذُوالیَدَین کی حدیث کو بیان کیا کہ آپ کو نماز میں سہو ہو گیا۔ جب ذوالیدین نے بار بار استفسار کیا اور آپ نے صحابہ سے دریافت کیا تو پھر نماز

کو پُورا کیا اِس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے علمِ مشاہدہ میں نقصان ثابت ہو گیا. علم غیب پر اطلاع تو ابھی دُور ہے انتہی۔

یہاں کے لوگ اس قدر بد معاش ہیں کہ مولوی محمود حسن مدرس اوّل درجہ حدیث نے مسلم شریف کے سبق میں بابِ شفاعت کی اس حدیث میں کہ "آپ نے جب تمام مسلمین کی شفاعت کی اور سب کو نجات دیدیا مگر کچھ لوگ رہ گئے یعنی منافقین وغیرہ تو آپ نے اِن کے واسطے شفاعت کی تو فرشتوں نے منع کر دیا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ ان لوگوں نے کیا کچھ نکالا بعد آپ کے، تو اس سے ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہر جمعہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اُمّت کے اعمال پیش ہوتے ہیں یہ غلط محض افتراء ہے۔ علمِ غیب کا کیا ذکر۔ اللہ اکبر۔

ترمذی شریف کے سبق ۱۷۲ صفحہ کے آخر میں۔ ایک عورت کے ساتھ زنا ہو گیا اکراہ کے ساتھ۔ تو اس عورت نے ایک شخص پر ہاتھ رکھا، آپ نے اس شخص کو رجم کا حکم فرمایا۔ پس دوسرا شخص اُٹھا اُس نے اقرار زنا کا کر لیا۔ پہلے شخص کو چھوڑا اور دوسرا مرجوم ہو گیا آپ نے فرمایا، تاب توبة الخ اگر شخص ثانی اقرار نہ کرتا تو پہلے شخص کی گردن اُڑا دیتے یہ اچھی غیب دانی ہے، ہذا قولہٗ۔

اور بھی وقتاً فوقتاً احادیث میں کچھ نہ کچھ کہے بغیر نہیں چھوڑتے اللہ اکبر مَعَاذَ اللہِ مِنْ شَرِّہٖ۔

الجواب

اللہ عزّوجل گمراہی و بے حیائی سے پناہ دے۔ فقیر نے اَنْبَاءُ الْمُصْطَفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مختصر جملوں میں ان شُبہات اور ان جیسے ہزاروں ہوں تو سب کا جواب شافی دے دیا مگر وہابیہ اپنی خرافات سے باز نہیں آتے ـــ "اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّۃ" میں بیانِ اٰمَن ہے میں پھر تذکیر کر دوں کہ اِنْشَاءَ اللہُ الْعَزِیْز

بار بار سُوال کی حاجت نہ ہو اور ذِی فہم سُنّی ایسے لاکھ شبہے ہوں تو سب کا جواب خود دے لے۔

فقیر نے قرآن عظیم کی آیاتِ قطعیہ سے ثابت کیا کہ قرآنِ عظیم نے ۲۳ برس میں بتدریج نزُولِ اِجلال فرما کر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جَمِیعَ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن، یعنی روزِ اوّل سے آخر تک کی ہر شے ہر بات کا علم عطا فرمایا اور اُصول میں مُبرہن ہو چکا کہ آیاتِ قطعیہ کے خلاف کوئی حدیث آحاد بھی مسلّم نہیں ہو سکتی اگرچہ سنداً صحیح ہو تو مخالف قرآنِ عظیم کے خلاف پر جو دلیل پیش کرے اس پر چار باتوں کا لحاظ لازم۔

اوّل: وہ آیت قطعی الدلالت یا ایسی ہی حدیث متواتر[1] ہو۔

دوم: واقعہ تمامی نُزولِ قرآن کے بعد کا ہو[2]

سوم: اس دلیل سے رأساً عدمِ حصُولِ علم ثابت ہو کہ مخالف مُستدل ہے اور محل ذہول میں اس پر جزم محال اور وہ منافی حصول علم نہیں بلکہ اُس کا مُثبت و مقتضی[3] ہے۔

چہارم: صراحۃً نفی علم کرے ورنہ بہت عُلُوم کا اظہار مصلحت نہیں ہوتا اور اَللہُ اَعْلَمُ یا خدا ہی جانے یا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ایسی جگہ قطع طمع جواب کے لیے بھی ہوتا ہے اور نفی حقیقت ذاتیہ، نفی حقیقت عطائیہ کو مستلزم نہیں[4]۔ اللہ عزّوجل روزِ قیامت

---

[1] حدیث متواتر۔ وہ حدیث شریف جس کے راوی اس کثرت سے ہوں کہ اُن کا جھوٹ پہ اتفاق عقل محال سمجھے (مترجم) [2] یعنی جس واقعہ کو عدمِ علم کی دلیل بنایا گیا ہو، وہ قرآنِ پاک کے مکمل نازل ہونے کے بعد پیش آیا ہو [3] مخالف نے جس واقعہ کو دلیل بنایا ہو اس میں صرف عدمِ حصول علم والا اِحتمال ہی ہو اور توجہ نہ ہونے کا اِحتمال نہ ہو کیونکہ کسی واقعہ سے ذہول ہو جانا، توجہ نہ ہونا، علم نہ ہونے کی دلیل نہیں بلکہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس چیز کا علم تو ہے، لیکن وقتی طور پر اس کی طرف توجہ نہیں گئی۔

[4] قطع طمع جواب: یعنی جواب کی توقع نہ رکھو۔

رسولوں کو جمع کر کے فرمائے گا مَاذَآ اُجِبْتُمْ تم جو کفار کے پاس ہدایت لے کر گئے انہوں نے تمہیں کیا جواب دیا؟ سب عرض کریں گے لَا عِلْمَ لَنَا ہمیں کچھ علم نہیں۔ ان شبہات اور ان کے اَمثال کے رَدّ کو یہی چار جملے بس ہیں اور یہاں **امر پنجم** اور ہے کہ وہ واقعہ روزِ اوّل سے قیامِ قیامت تک یعنی اُن حوادث سے جو لوحِ محفوظ میں ثبت[1] ہیں کہ انہیں کے احاطہ کا دعویٰ ہے۔ امور متعلقہ ذات وصفات وَاَبَد وغیرہ نامتناہیات سے ہو تو بحث سے خروج اور دائرہ جنون وسَفاہت میں صریح وُلوج[2] ہے۔ ان جملوں کے لحاظ کے بعد وہابیہ کے تمام شبہات برباد ہو جاتے ہیں۔ کَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ۔

اب یہیں ملاحظہ کیجئے:

اوّلاً چاروں شبہے امرِ اوّل سے مردود ہیں۔ ان میں کون سی آیت یا حدیث متواتر قطعی الدلالۃ ہے۔

ثانیاً دوسرا اور چوتھا شبہ امرِ دوم سے دوبارہ مردود ہیں کہ یہ اَیّامِ نزول کے وقائع[3] ہیں۔ یا کم از کم ان کا بعد تمامی نزول ہونا ثابت نہیں۔

ثالثاً دوسرا شبہ امرِ سوم سے سہ بارہ اور تیسرا دوبارہ مردود ہے۔ شبہۂ دوم میں تو صریح بدیہی یقینی ذہول[4] تھا نماز فعل اختیاری ہے اور اَفعالِ اختیاریہ بے علم وشعور ناممکن۔ مگر وہابیہ بدیہیات[5] میں بھی انکار رکھتے ہیں، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ مُّكَابِرُوْنَ[6]۔

---

[1] لکھے جا چکے ہیں۔
[2] جنون و بے وقوفی کے دائرہ میں داخل ہونا ہے۔
[3] واقعات۔
[4] وقتی طور پر ذہن اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔
[5] وہ امور جن کا مفہوم بالکل واضح ہے۔
[6] یہ اس لیے ہے کہ وہابی لوگ مکابرہ اور غرور سے کام لیتے ہیں۔

اور شبہہ سوم کا حال بھی ظاہر روزِ قیامت کا عظیم ہجوم تمام اوّلین وآخرین وانس وجِنّ کا اژدہام لاکھوں منزل کے دَور میں مقام اور حوض وصراط ومیزان پر گنتی شمار کی حد سے باہر مختلف کام اور ہر جگہ خبر گیراں صرف ایک محمد رسول اللہ سیّد الانام علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلاۃ والسلام اس سے کروڑویں حصّے کا کروڑواں حصّہ ہجوم کارہائے عظیمہ مُہمّہ اگر ایسے دس ہزار پر ہو جن کی عقل نہایت کامل اور حواس کمال مجتمع اور قلب اعلیٰ درجہ کا ثابت تو اُن کے ہوش پراں ہو جائیں، آئے حواس گم ہوں۔ یہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سینۂ پاک ہے جس کی وسعت کے حضور عرشِ اعظم مع جُملہ عوالم صحرائے لَق ودَق[1] میں بھنگے کے مانند ہیں۔ جیسے ان کا ربّ فرماتا ہے، اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ پھر ان عظیم وخارج از حد شمار کاموں کے علاوہ وقت وہ ہیبتناک کہ اکابر انبیاء ومُرسلین نفسی نفسی پکاریں۔ ربّ عزّوجل اُس غضبِ شدید کے ساتھ تجلّی فرمائے ہو کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوئی نہ اُس کے بعد کبھی ہو، پھر ایک ایک مسلمان انہیں اس سے زیادہ پیارا جیسے مہربان ماں کو اکلوتا بچّہ۔ وہ جوشِ ہیبت، وہ کام کی کثرت وہ وُفورِ رحمت، وہ لاکھوں منزل کا دَورہ، وہ کروڑوں طرف نظر، سنکھوں طرف خیال[2]۔ ایسی حالت میں اگر بعض باتیں ذہنِ اقدس سے اُتر جائیں تو عین اعجاز ہے جس سے بالا صرف علمِ الٰہی ہے وبس۔ وَلٰكِنَّ الْوَهَابِيَّةَ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُوْنَ۔ اور اس پر صریح دلیل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اُمّت کا دکھایا جانا، حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُمّت کے اعمال برابر عرض ہوتے رہنا[2]، تو ہے ہی۔ جس پر احادیث کثیرہ ناطق ہیں، اگرچہ وہابیہ اپنی ڈھٹائی سے انکار کریں۔

صریح دلیلِ قطعی مگر سب سے زیادہ صاف صریح دلیل قطعی یہ ہے کہ آخر روزِ قیامت کچھ لوگوں کی نسبت یہ واقعہ پیش آنے کی حدیث بیان کون فرما رہا

---

[1] لَق ودق میں بھنگے کی مانند: یعنی چٹیل اور غیر آباد۔ ویرانہ۔ ہُو کا عالم۔
[2] سنکھوں کی طرف خیال ار بہا ارب کی طرف خیال وتوجہ۔

ہے، خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو ارشاد فرما رہے ہیں۔ اگر اس ہجوم عظیم کار ہائے خطیر میں ذہول[1] نہ ہوتا تو یہ واقعہ واقع ہی نہ ہوتا تو اس وقت اتنے ذہول سے چارہ نہیں لِيَقْضِيَ اللهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا وَلٰكِنَّ الْوَهَابِيَّةَ قَوْمٌ يُّفْرَقُوْنَ[2]۔

رابعاً پہلا شبہہ امر چہارم سے دوبارہ مردود ہے۔ کسی کی مقدار عمر و وقت موت اُسے بتا دینا غالب اوقات اکثر ناس[3] کے لیے مصلحت دینیہ کے خلاف ہے تو ایسے مہمل سوال کے جواب سے اگر اعراض[4] فرمایا اور حوالہ بخدا فرما دیا۔ کیا مستبعد[5] ہے۔

فائدہ یہ انہیں جملوں سے ان چاروں شبہوں کے متعدد رد ہو گئے۔ اب بتوفیقہ تعالیٰ بعض بقیہ افادات ذکر کریں کہ وہابیہ کی کمال جہالت آفتاب سے زیادہ روشن ہو اور چاروں شبہوں میں یہی ایک پر چار چار رد ہو جائیں۔ فَاَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق۔

شبہ اولیٰ شبہ اولیٰ کے دو رد گزرے امر اول و چہارم سے **ثالثاً** حضرات علمائے وہابیہ کی حالت تماشا کردنی، امام احمد بن حنبل نے خواب دیکھا اور امام ابن سیرین سے تعبیر پوچھی۔ اے سبحان اللہ۔ جھوٹ گھڑے تو ایسا گھڑے۔ امام ابن سیرین کی وفات سے ساڑھے ترپن برس بعد امام احمد کی ولادت ہوئی ہے۔ ابن سیرین کی وفات نہم شوال ۱۱۰ھ کو ہے اور امام احمد بن حنبل کی ولادت ربیع الاول ۱۶۴ھ ایک سو چونسٹھ میں۔ تقریب میں ہے: مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ ثِقَةٌ ثَبْتٌ عَابِدٌ كَبِيْرٌ لَقَدْ مَاتَ سَنَةَ عَشْرٍ وَّمِائَةٍ[6]۔

وَفِيَاتُ الْاَعْيَان میں ہے، مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ لَهُ الْيَدُ الطُّوْلٰى فِيْ

---

[1] ذہن کا وقتی طور پر متوجہ نہ ہونا۔

[2] تاکہ اللہ تعالیٰ اس کام کا فیصلہ کر دے جس نے ہو کر رہنا ہے۔ اور لیکن وہابیہ گھبراہٹ کی شکار قوم ہے۔

[3] اکثر لوگوں کے لیے [4] توجہ نہ فرمائی [5] کیا بعید ہے۔

[6] امام محمد بن سیرین علیہ الرحمۃ ثقہ ثبت اور عابد کبیر ہیں آپ نے ۱۱۰ھ میں وصال فرمایا۔

تَعْبِيْرُ الرُّؤْيَا تُوُفِّيَ تَاسِعَ شَوَّالٍ يَوْمَ الْجُمْعَةِ سَنَةَ عَشْرٍ وَّمِائَةٍ بِالْبَصْرَةِ[1]۔

تقریب میں ہے: اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ مَاتَ سَنَةَ اِحْدٰى وَّاَرْبَعِيْنَ مِائَتَيْنِ ـــــــ وَلَهٗ سَبْعٌ وَّسَبْعُوْنَ سَنَةً[2]۔

وفیات میں ہے: اَلْاِمَامُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ خَرَجَتْ اُمُّهٗ مِنْ مَرْوَ وَهِيَ حَامِلٌ بِهٖ فَوَلَدَتْهُ فِيْ بَغْدَادَ فِيْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَّسِتِّيْنَ وَمِائَةٍ[3]۔

مگر یہ کہیے کہ امام احمد نے جب کہ اپنے جد امجد کی پشت میں نطفے تھے، یہ خواب دیکھا اور امام ابن سیرین نے مَا فِي الْاَرْحَام سے بھی خفی تر غیب مَا فِي الْاَصْلَاب کو جانا اور تعبیر بیان کی یوں آپ کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیب دانی نہ ہوئی تو ابن سیرین کو علم غیب ہوا۔ یہ شاید حضرت وہابیہ پر آسان ہو کہ ان کو اوروں کے فضائل سے اتنی عداوت نہیں جو اصل اصول جملہ فضائل یعنی فضائل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے۔

لطیفۂ جلیلہ دیوبندی علما کی یہ جہالت اپنے قابل ہے۔ ان کے اکابر کی ان سے بھی بڑھ کر اُن کے قابل تھی۔ عالی جناب امام الوہابیہ مولوی گنگوہی صاحب آنجہانی اپنے ایک فتوے میں اپنی داد قابلیت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

حسین بن منصور کے قتل[4] پر امام ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ جو کہ سید العلما

---

[1] امام محمد بن سیرین کو خوابوں کی تعبیر کے علم میں کمال حاصل تھا آپ ۹ شوال ۱۱۰ھ کو فوت ہوئے۔

[2] امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ۲۴۱ھ کو ۷۷ سال کی عمر میں وصال ہوا۔

[3] حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ جب مرو سے چلیں تو حاملہ تھیں بغداد پہنچیں تو آپ پیدا ہوئے یہ ۱۶۴ھ کی بات ہے۔

[4] قتل پر قتل کا فتویٰ بھی قابل تماشا ہے۔ یعنی قتل کو قتل کیا جائے یا قاتل کو ۱۲ منہ قدس سرہٗ

تھے اور سیّد الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جو تمام سلاسل کے مرجع ہیں، دونوں نے فتوی قتل کا دیا بجا ہے در فن تاریخ ہم کمالے دارند سیّدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی وفات پنجم ربیع الآخر ۱۸۲ھ (ایک سو بیاسی کو ہے) اور حضرت حسین بن منصور حلاج قدس سرہٗ کا یہ واقعہ ۲۳ ذی قعدہ ۳۰۹ھ (تین سو نو ہیں) دونوں میں، قریب ایک سو اٹھائیس برس کے فاصلہ ہے۔ مگر امام ابو یوسف کو غیب دان کہیے کہ اپنی وفات سے سوا سو برس بعد کے واقعہ کو جان کر حلاج کے قتل کا پیشگی فتوی دے گئے۔

تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی میں ہے:

القاضی ابو یوسف الامام العلامۃ فقیہ العراقین صاحب ابی حنیفۃ اجتمع علیہ المسلمون مات فی ربیع الاخر سنۃ اثنتین وثمانین ومائۃ عن سبعین سنۃ ولہ اخبار فی العلم والسعادۃ۔

وَفَیاتُ الاعیان میں ہے: کانت ولادۃ القاضی ابی یوسف سنۃ ثلث عشرۃ ومائۃ وتوفی یوم الخمیس اول وقت الظہر لخمس خلون من شہر ربیع الاول سنۃ اثنتین وثمانین ومائۃ ببغداد۔

اسی میں تاریخ شہادتِ حضرت حلاج میں لکھا: یوم الثلثاء لسبع وقیل لست بقین من ذی القعدۃ سنۃ تسع وثلث مائۃ۔

سلطان اورنگ زیب محی الدین عالمگیر انار اللہ تعالیٰ برہانہٗ کی حکایت مشہور ہے کہ کسی مدعی ولایت کا شہرہ سن کر ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کی عمر طویل بتائی جاتی تھی۔ سلطان نے پوچھا جناب کی عمر شریف کس قدر ہے۔ کہا مجھے تحقیق تو یاد نہیں مگر جس زمانے میں سکندر ذوالقرنین امیر تیمور سے لڑ رہا تھا میں جوان تھا۔

سلطان نے فرمایا علاوہ کشف و کرامات در فن تاریخ ہم کمال دارند[1] دیوبندی صاحبوں نے تو ترپن ۵۳ برس کا بل رکھا تھا۔ جناب گنگوہی صاحب سوا سو برس سے بھی اونچے اڑ گئے یعنی شملہ بمقدارِ علم۔ اس سنت پر قائم ہو کر اگر کوئی دیوبندی یا تھانوی حضرت گنگوہی صاحب کے تذکرہ میں لکھ دیتا کہ عالی جناب گنگوہیت مآب کو ابن ملجم نے غسل دیا اور یزید نے نماز پڑھائی اور شمر نے قبر میں اتارا تو کیا مُستبعد[2] تھا۔ بلکہ وہ اس کے قریب تر ہوتا دو وجہ سے:

اوّلاً ممکن کہ اشتراک اسما ہو۔ وفات گنگوہی صاحب کے وقت جو لوگ ان کاموں میں ہوں ان کے یہ نام ہوں۔

ثانیاً باب تشبیہہ واسع ہے جیسے لکل فرعون موسیٰ مگر جناب گنگوہی صاحب کے کلام میں کہ امام ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ جو کہ سیّد العلماء تھے کوئی تاویل بنتی نظر نہیں آتی سوا اس کے کہ اتنا عظیم جہلِ شدید یا حضرت امام پر اتنا بے باکانہ افترائے بعید وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْمَجِیْدِ۔

رابعاً بغرض صحت حکایت یہ معبّر کی اپنی مقدارِ علم ہے ممکن ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمر ہی بتائی ہو۔ خواہ مجموع خواہ باقی۔ یا پانچ انگلیوں سے اشارے میں پانچ یا چھ دن یا ہفتے یا مہینے یا برس یا ساٹھ یا بہتر برس یا تیس سال دس مہینے گیارہ دن، یا اکتیس سال چار مہینے گیارہ دن یا اکتیس سال چار مہینے چند دن بارہ احتمال ہیں۔ کیا دلیل ہے کہ خواب دیکھنے والے کی عمر اگرچہ بفرض غلط امام احمد ہی ہوں، روزِ خواب سے آخر تک ان میں سے کسی مقدار پر نہ ہوئی۔ امام احمد کی عمر شریف ستتر سال ہوئی۔

---

[1] کشف و کرامات کے علاوہ فن تاریخ میں بھی کمال رکھتے ہیں۔

[2] اسے عقل سے بیگانہ نہ سمجھا جاتا۔

اگر پانچ برس کی عمر میں خواب دیکھا ہو تو سب میں بڑا احتمال ۶۷ سال ممکن ہے۔ اور باقی زیادہ واضح ہیں یا اصل دیکھئے تو امام احمد و امام ابن سیرین کا نام تو دیوبندیوں نے بنا لیا۔ کیا دلیل کہ واقعی خواب دیکھنے والے کی ساری عمر چار احتمال اخیر سے کسی شمار پر نہ ہوئی۔ خواب دیکھنے کی تاریخ اور دیکھنے والے کی تاریخ ولادت و تاریخ وفات، یہ سب صحیح طور پر معلوم ہوئی اور ثابت ہو کہ اُس کی مجموع عمر و باقی عمر کوئی اُن میں سے کسی احتمال پر ٹھیک نہیں آتی اُس وقت اس کہنے کی گنجائش ہو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے مقدارِ عمر ہی بتائی ہو مُعبّر کو اس کے جاننے کی طرف راہ نہ تھی لہٰذا اپنی سمجھ کے قابل اُسے غُیُوبِ خمسہ کی طرف پھیر دیا۔ دیوبندیوں کو تو شاید اس اشارے میں یہ بارہ احتمال سمجھنے بھی دشوار ہوں[1] حالانکہ وہ نہایت واضح ہیں اور ان کے سوا اور دقیق احتمال بھی تھے کہ ہم نے ترک کر دیئے۔

شبہ ثانیہ کے تین رَدّ گزرے یعنی غالباً لفظاً اوّل و دوم و سوم[2] الگ۔ رابعاً دیوبندیوں کی عبارت کہ "آپ کے علم مشاہدہ میں نقصان ثابت ہو گیا علمِ غیب پر اطلاع تو ابھی دُور ہے"، جس ناپاک و بے باک طرز پر واقع ہوئی اس کا جواب تو بے انشاءاللہ

---

[1] اہلِ عرب اپنی انگلیوں کے مخصوص اشاروں سے مخصوص عدد مراد لیتے ہیں اور منڈیوں میں بھاؤ وغیرہ لگانا ہو تو مُنہ سے بولے بغیر رازداری سے عدد مقصود کے لیے انگلیوں کے ساتھ اس کا اشارہ کر دیتے ہیں مثلاً دورانِ تشہد انگلی اُٹھاتے وقت ترپّن ۵۳ کا عدد بنایا جاتا ہے اس طرح پانچ انگلیاں خاص خاص انداز میں اُٹھانے سے کل بارہ احتمال نکلتے ہیں ایسے اشارات و احتمالات تک رسائی امام احمد رضا محدّث بریلوی قدس سرہٗ ایسے مُحَدَّث و مُلْہَم ہی کے لیے ممکن ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ (ظہور احمد جلالی)

[2] جواب کے آغاز میں واقع چار امور جن کا ذکر ص پر اوّل، دوم، سوم، چہارم میں ہوا ہے۔

تعالیٰ روزِ قیامت ملے گا۔ مگر ان سفیہوں کو دین کی طرح عقل سے بھی مس نہیں، امرِ اہم و اعظم و اجل و اعلیٰ میں اشتغال بارہا امرِ سہل سے ذہول کا باعث ہوتا ہے[1] ایسی جگہ اس کے ثبوت سے ہی اس کا انتفا ہوتا ہے نہ کہ اس کی نفی سے اُس کی نفی پر اِستدلال کیا جائے وَلٰكِنَّ الْوُهَابِيَّةَ قَوْمٌ يَّجْهَلُوْنَ۔

شبہہ ثالثہ کے دو رَد گزرے امرِ اوّل و سوم[2] سے الگ۔

ثالثاً یہ حدیث جس طرح دیوبندی نے بنائی صریح اِفترا ہے نہ صحیح مسلم میں کہیں اس کا پتا ہے۔

رابعاً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعمالِ امّت پیش کیے جانے کو غلط و محض افترا کہنا غلط و محض اِفترا ہے۔

حدیث ① بزاز اپنی مُسنَد میں بِسَنَدِ صحیح جیّد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حَيَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ وَمَمَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ وَتُعْرَضُ عَلَيَّ اَعْمَالُكُمْ فَمَا كَانَ مِنْ حَسَنٍ حَمِدْتُّ اللّٰهَ عَلَيْهِ وَمَا كَانَ مِنْ سَيِّئٍ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لَكُمْ۔

میری زندگی بھی تمہارے لیے بہتر اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر۔ تمہارے اعمال مجھ پر عرض کیے جائیں گے میں بھلائی پر حمدِ الٰہی بجالاؤں گا اور بُرائی پر تمہاری بخشش چاہوں گا؛

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ وَلَهٗ

---

[1] کسی اہم معاملہ میں پوری طرح متوجہ ہونے سے آسان معاملہ کی طرف خیال نہیں جاتا۔

[2] یہ واقع تمہیدی چار امور میں سے۔

رِضَاءُ وَلِحَقِّهٖ الْعَظِیْمِ اَدَاءً اٰمِیْن۔

حدیث ② مسند حارث میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُحَدِّثُوْنِیْ	میرا جینا تمہارے لیے بہتر ہے
وَتُحَدَّثُ لَکُمْ فَاِذَا اَنَا مِتُّ	مجھ سے باتیں کرتے ہو اور ہم تمہارے
کَانَتْ وَفَاتِیْ خَیْرًا لَّکُمْ	نفع کی باتیں تم سے فرماتے ہیں
تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ	جب میں انتقال فرماؤں گا، تو
فَاِنْ رَاَیْتُ خَیْرًا حَمِدْتُّ	میری وفات تمہارے لیے خیر ہوگی۔
اللّٰہَ وَاِنْ رَاَیْتُ غَیْرَ ذٰلِکَ	تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے
اِسْتَغْفَرْتُ اللّٰہَ لَکُمْ۔	جائیں گے، اگر نیکی دیکھوں گا

حمد الٰہی کروں گا اور دوسری بات پاؤں گا تو تمہاری مغفرت طلب کروں گا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ قَدْرَ رَاْفَتِہٖ وَرَحْمَتِہٖ بِاُمَّتِہٖ اَبَدًا اٰمِیْن۔

حدیث ③ ابن سعد طبقات اور حارث مسند میں اور قاضی اسمٰعیل بسند ثقات بکر بن عبداللہ مزنی سے مرسلاً راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُحَدِّثُوْنِیْ	میری حیات تمہارے لیے بہتر ہے
وَنُحَدِّثُ لَکُمْ فَاِذَا	جو نئی بات تم سے واقع ہوتی ہے
اَنَا مِتُّ کَانَتْ وَفَاتِیْ خَیْرًا لَّکُمْ	ہم اس کا تازہ علاج فرماتے ہیں
تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ	جب میں انتقال کروں گا میری
فَاِنْ رَاَیْتُ خَیْرًا حَمِدْتُّ	وفات تمہارے لیے بہتر ہوگی
اللّٰہَ وَاِنْ رَاَیْتُ شَرًّا	تمہارے اعمال میرے حضور
اِسْتَغْفَرْتُ لَکُمْ۔	معروض ہوں گے میں نیکیوں پر

شکر اور بدی پر تمہارے لیے استغفار فرماؤں گا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی ھٰذَا الْحَبِیْبِ الَّذِیْ اَرْسَلْتَہٗ رَحْمَۃً وَّبَعَثْتَہٗ نِعْمَۃً وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ عَدَدَ کُلِّ عَمَلٍ وَّکَلِمَۃٍ اٰمِیْن۔

حدیث ④ امام ترمذی محمد بن علی والد عبدالعزیز سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ	ہر دوشنبہ وپنجشنبہ کو اعمال اللہ
وَالْخَمِیْسِ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی	عزوجل کے حضور پیش ہوتے ہیں
وَتُعْرَضُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ وَعَلَی	اور ہر جمعہ کو انبیاء اور ماں باپ
الْاٰبَاءِ وَالْاُمَّھَاتِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ	کے سامنے، وہ نیکیوں پر خوش
فَیَفْرَحُوْنَ بِحَسَنَاتِھِمْ	ہوتے ہیں اور اُن کے چہروں کی
وَتَزْدَادُ وُجُوْھُھُمْ بَیَاضًا	نورانیت اور چمک بڑھ جاتی ہے
وَّاِشْرَاقًا فَاتَّقُوا اللّٰہَ تَعَالٰی	تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مُردوں کو
وَلَا تُؤْذُوْا اَمْوَاتَکُمْ۔	بداعمالی سے ایذا نہ دو:

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تَرْضَاہُ وَیَرْضَاہُ نَبِیُّنَا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَزْدَادُ بِہٖ وُجُوْہُ اٰبَائِنَا وَاُمَّھَاتِنَا بَیَاضًا وَّاِشْرَاقًا اٰمِیْن۔

حدیث ⑤ ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ اَعْمَالَ اُمَّتِیْ تُعْرَضُ	بیشک ہر جمعہ کے دن میری اُمت
عَلَیَّ فِیْ کُلِّ یَوْمِ	کے اعمال مجھ پر پیش ہوتے ہیں
جُمُعَۃٍ وَّاشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ	اور زانیوں پر خدا کا سخت غضب
عَلَی الزُّنَاۃِ۔	ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ:

حدیث ⑥ امام اجل عبداللہ بن مبارک سیدنا سعید بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی:

لَیْسَ مِنْ یَوْمٍ اِلَّا وَتُعْرَضُ	کوئی دن ایسا نہیں جس میں نبی

عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْمَالُ اُمَّتِهٖ غُدْوَةً وَّ عَشِيًّا فَيَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ وَاَعْمَالِهِمْ۔	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اُنکی اُمت کے اعمال صبح شام دو وقت پیش نہ ہوتے ہوں تو حضور اُنہیں اُن کی نشانی صُورت سے بھی پہچانتے

ہیں اور اُن کے اعمال سے بھی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ؎

تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے : وذالك كل يوم كما ذكره المؤلف وعده من خصوصياته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و تعرض عليه ايضا مع الانبياء والاٰباء يوم الاثنين والخميس ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور یہ پیشی تو ہر روز ہے جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی نے ذکر فرمایا اور اسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے گِنا اور ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو بھی حضور پر اعمالِ اُمّت انبیاء و آباء کے ساتھ پیش ہوتے ہیں، قاله تحت حديث ابن سعد المذكور والله تعالىٰ اعلم۔ اس طور پر بارگاہِ حضور میں اعمال اُمّت کی پیشی روزانہ ہر صبح و شام کو الگ ہوتی ہے پھر ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو جُدا ہر جمعہ کو ہفتہ بھر کے اعمال کی پیشی جُدا۔ بالجملہ دیوبندیوں کا اُسے غلط و اِفترائے محض کہنا محض اسی بناء پر ہے کہ فضائلِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جَلتے ہیں۔ صحیح حدیثوں کو کیا مانیں جب قرآن عظیم ہی سے بچ کر نکلتے ہیں۔ اوندھے چلتے ہیں۔ فباى حديث بعد الله واٰيٰته يؤمنون ۝

تحقیقِ حدیث

شبہۂ رابعہ شبہۂ رابعہ کے دورِ دوّ گزرے امر اوّل و دوم سے ثالثاً حدیث ترمذی جس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھاری شدید اعتراض جمانا چاہا وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون اصول محدثین پر محلِ کلام اور اصُولِ دین پر قطعاً حجیّت

سے ساقط ہے ترمذی کے یہاں اُس کے لفظ یہ ہیں :

حدثنا محمد بن يحيى ثنا محمّد بن يوسف عن اسرائيل ثنا سماك بن حرب عن علقمة بن وائل الكندى عن ابيه ان امراة خرجت على عهد النبى صلى الله عليه وسلم تريد الصلوٰة فتلقاها رجل فتجعل لها فقضى حاجة منها فصاحت فانطلق ومر بها رجل فقالت ان ذالك الرجل فعل بى كذا وكذا ومرت بعصابة من المهاجرين فقالت ان ذالك الرجل فعل بى كذا وكذا فانطلقوا فاخذوا الرجل الذى ظنت انه وقع عليها فاتوها فقالت نعم هو هذا فاتوبه رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فلما امر به ليرجم قام صاحبها الذى وقع عليها فقال يا رسول الله انا صاحبها فقال لها اذهبى فقد غفر الله لك وقال للرجل قولاً حسنا وقال للرجل الذى وقع عليها ارجموه وقال لقد تاب توبة لو تابها اهل المدينة لقبل منهم هذا حديث حسن غريب صحيح وعلقمة بن وائل بن حجر سمع من ابيه وهو اكبر من عبد الجبار بن وائل عبد الجبار لم يسمع من ابيه۔

① وائل رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے عَلقمہ کے سماع میں کلام ہے امام یحییٰ بن معین اُن کی روایت کو منقطع بتاتے ہیں اور اسی پر حافظ نے تقریب میں جزم کیا۔ میزان میں ہے :

علقمة بن وائل بن حجر صدوق الا ان يحيىٰ بن معين

يقول روايته عن ابيه مرسلة[1] ۔

تقریب میں ہے : علقمة بن وائل صدوق الا انه لم يسمع من ابيه[2] ۔

(۲) پھر سماک بن حرب میں کلام ہے ۔ تقریب میں ہے :

قال النسائی اذا انفرد باصل لم یکن حجة لانه كان يلقن فيتلقن اھ وقد انتقد الحفاظ على الترمذي تصحيحاته بل وتحسيناته كما بيناه فى مدارج طبقات الحديث وغيرها من تصانيفنا ، اور اس پر ظاہر کہ اس حدیث کا مدار سماک پر ہے ۔

(۳) ابوداؤد نے یہ حدیث بعینہٖ اسی سند سے روایت کی اور اُسی میں یہ لفظ لیں جو منشاء اعتراض وہابی ہے اصلاً نہیں ، اُس کی سند یہ ہے :

حدثنا محمد بن يحيى بن فارس ثنا الفريابي ثنا اسرائيل ثنا سماك بن حرب عن علقمة بن وائل عن ابيه ۔ اور محل احتجاج میں لفظ صرف یہ ہیں :

فقالت نعم هو هذا فاتوا به رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فلما امر به قام صاحبها الذي وقع عليها فقال يارسول الله انا صاحبها ۔

آخر میں ہے : قال ابوداؤد رواه اسباط بن نصر ايضا عن سماك ۔

یہاں امر بہ مطلق ہے ممکن کہ تحقیقات کے لیے حکم فرمایا یہی سہی کہ بقدر حاجت کچھ سخت گیری کرو قید کرو کہ اگر گناہ کیا ہو اقرار کرے کہ شرعاً متہم کی تعزیر جائز

---

[1] حدیث مرسل وہ حدیث ہے جس کی سند کے آخر سے کوئی راوی گرا ہوا ہو۔

[2] علقمہ بن وائل صدوق (سچے) ، راوی ہیں مگر انہوں نے اپنے والد وائل رضی اللہ عنہ سے حدیث نہیں سُنی ۔

ہے ۔ جامع ترمذی میں بسند حسن معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

حدثنا علی بن سعید الکندی ثنا ابن المبارك عن معمر عن بهز بن حكيم عن ابيه عن جده عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حبس رجلا فی تهمة ثم خلی عنه قال الترمذي وفي الباب عن ابي هريرة حديث بهز حديث حسن وقد روى اسمعيل بن ابراهيم عن بهز بن حكيم هذا الحديث اتم من هذا واطول اھ قلت سند الترمذي حسن على وبهز وحكيم كلهم صدوق ما اشار اليه من رواية اسمعيل بن ابراهيم فقد رواها ابن ابي عاصم في كتاب العفو قال حدثنا ابوبكر بن ابي شيبة ثنا ابن علية عن بهز عن ابيه عن جده ان اخاه اتى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال جيراني على ما اخذوا فاعرض عنه فاعلم قوله فاعرض عنه (وساق القصه قال في اخرها) خلوا له عن جيرانه ۔

۴ امام بغوی نے مصابیح میں یہ حدیث ذکر کی اور اُس میں سرے سے دوسرے شخص کا جس پر غلطی سے تہمت ہوئی تھی قصہ ہی نہ رکھا مصابیح کے لفظ یہ ہیں :

عن علقمه بن وائل ، عن ابيه ان امرأة خرجت على عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم تريد الصلوة فتلقاها رجل فتجللها فقضى حاجته منها فصاحت وانطلق ومرت عصابة من المهاجرين فقالت ان ذالك فعل بي كذا وكذا فاخذوا الرجل فاتوا به رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال لها

اذھبی فقد غفر اللہ لک وقال للذی وقع علیہا ارجموہ وقال لقد تاب توبۃ لوتابہا اھل المدینۃ لقبل منھم۔ یہ بالکل صاف و بے دغدغہ ہے۔ مشکوۃ میں اسے ذکر کرکے کہا:

رواہ الترمذی وابوداؤد۔

⑤ اس لفظ ترمذی میں اصل علت یہ ہے کہ اگر کوئی عورت دھوکے سے کسی مرد پر زنا کی تہمت رکھدے اور حاکم کے حضور نہ وہ مرد اقرار کرے نہ اصلاً کوئی شہادت معائنہ گزرے۔ چار درکنار ایک گواہ بھی نہ ہوتا تو کیا ایسی صورت میں حاکم کو روا ہے کہ صرف عورت کے نام لے دینے سے اس کے رجم وقتل کا حکم دے دے۔ حاشا ہرگز نہیں ایسا حکم قطعاً یقیناً اجماعاً قرآن عظیم و شریعت مطہرہ کے بالکل خلاف اور صریح باطل وظلم وخون انصاف ہے اس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ اور یہاں اسی قدر واقعہ تمہارے ائمہ کے یہاں مقبول ہے مگر انقطاع باطن باجماع علم۔ مردود باطل ومخذول ہے۔ اگرچہ کیسی ہی سند لطیف وصحیح سے آئے نہ کہ یہ سند بوجہ مخل نظر ہے۔ سماک کے سوا اسرائیل میں بھی اختلاف ہے اگرچہ راجح توثیق ہے۔ امام علی بن مدینی نے فرمایا: اسرائیل ضعیف۔

ابن سعد نے کہا: منھم من یستضعفہ۔

یعقوب بن شیبہ نے کہا: صالح الحدیث فی حدیثہ لین۔

میزان میں ہے: کان یحیٰی القطان لا یرضاہ۔

ابن حزم نے کہا ضعیف اور ان کی متابعت کہ اسباط بن نصر نے کی ان کا حال تو بہت گرا ہوا ہے۔

تقریب میں کہا: صدوق کثیر الخطا یغرب اھ اما ماحاول بہ التقضی عنہ فی ھامش نسخۃ الطبع اذ قال لعل المراد

فلما قارب ان یامر بہ وذالک قالہ الراوی نظرا الی ظاھر الامر حیث انھم احضروہ فی الحکمۃ عند الامام والامام اشتغل بالتفتیش عن حالہ اھ۔

فاقول لا یجدی نقفا ولا یبدی افعا فان الاشتغال بالتفتیش لا یفھم قرب الامر بالرجم مالم یکن ھنالک شیئ یثبتہ وما کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیامر بقتل مسلم من دون ثبت فکیف یظھر للناظر قرب الامر بالرجم رجما بالغیب بل نسبۃ مثل ھذا الفھم الرکیک الباطل الذی یترفع عنہ احاد الناس الی الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم ثم ادعاء انھم اعتمدوا علیہ کل الاعتماد حتی نسبوا الامر بالرجم الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ازراء بالصحابۃ وھو یرفع الامان عن روایاتھم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، حاکم شریعت و طریقت ہیں

رابعاً یہ سب علم ظاہر کے طور پر تھا اور علم حقیقت لیجئے تو وہابیہ کا عجب اوندھا پن قابل تماشا ہے وہ حدیث کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علوم غیب پر روشن دلیل ہے اُسی کو اُلٹی دلیل نفی ٹھہراتے ہیں اللہ عزوجل نے ہمارے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو شریعت وحقیقت دونوں کا حاکم بنایا۔ حضور کے احکام شریعت ظاہرہ پر ہوتے اور کبھی حقیقت باطنہ پر حکم فرماتے مگر اس پر زور نہ دیا جاتا۔

اُمّت میں اختلاف کی خشتِ اوّل

صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم نے ایک شخص کی تعریف کی کہ جہاد میں ایسی قوت

رکھتا ہے اور عبادت میں ایسی کوشش کرتا ہے اتنے میں وہ سامنے سے گزرا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کے چہرہ پر شیطان کا داغ پاتا ہوں اُس نے پاس آکر سلام کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کے دل کی بات بتائی کہ کیا تُو نے اپنے دل میں یہ کہا کہ اس قوم میں تجھ سے بہتر کوئی نہیں، کہا ہاں، پھر چلا گیا اور ایک مسجد مقرر کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوا۔ حضور انور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کون ایسا ہے جو اُٹھ کر جائے اور اُسے قتل کر دے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے دیکھا نماز پڑھتا ہے واپس آئے اور عذر عرض کیا کہ میں نے اُسے نماز میں دیکھا مجھے قتل کرتے خوف آیا۔ حضور نے پھر فرمایا تم میں کون ایسا ہے کہ اُٹھ کر جائے اور اُسے قتل کر دے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور نماز پڑھتا دیکھ کر چھوڑ آئے اور وہی عذر کیا۔ حضور نے پھر فرمایا تم میں کون ایسا ہے کہ اُٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی میں۔ حضور نے فرمایا ہاں تم اگر اُسے پاؤ۔ یہ گئے اور وہ جا چکا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ میری اُمت سے پہلا سینگ نکلا تھا، اگر یہ قتل ہو جاتا تو آئندہ اُمت میں کچھ اختلاف نہ پڑتا۔ ابن ابی شیبہ و ابویعلیٰ و بزاز بیہقی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قال ذکروا رجلا عند النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فذکروا قوتہ فی الجہاد واجتہادہ فی العبادۃ فاذا ہم بالرجل مقبل فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انی لاجد فی وجہہ سفعۃ من الشیطان فلما دنی فسلم فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہل حدثت نفسک بانہ لیس فی القوم احد خیر منک قال نعم ثم ذہب فاختط مسجدا ووقف یصلی فقال رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم من یقوم الیہ فیقتلہ فقام ابوبکر فانطلق فوجدہ یصلی فرجع فقال وجدتہ یصلی فہبت ان اقتلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایکم یقوم فیقتلہ فقام عمر فصنع کما صنع ابوبکر فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایکم یقوم فیقتلہ فقال علی انا قال انت ان ادرکتہ فذہب فوجدہ قد انصرف فرجع قال فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہذا اول قرن خرج من امتی لو قتلتہ ما اختلف اثنان بعدہ من امتی۔

فرمایا اِسے قتل کردو

خدمتِ اقدس میں ایک شخص حاضر کیا گیا جس نے چوری کی تھی ارشاد ہوا اسے قتل کر دو، عرض کی گئی اس نے چوری ہی تو کی ہے۔ فرمایا خیر ہاتھ کاٹ دو پھر اس نے دوبارہ چوری کی اور قطع کیا گیا، سہ بارہ زمانہ صدیق اکبر میں پھر چُرایا اور قطع کیا گیا چوتھی بار پھر چوری کی اور قطع کیا گیا، پانچویں بار پھر چُرایا، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری حقیقت خوب جانتے تھے جبکہ اوّل ہی بار تیرے قتل کا حکم صادر فرمایا تھا۔ تیرا وہی علاج ہے جو حضور کا ارشاد تھا۔ لے جاؤ اِسے قتل کر دو، اب قتل کیا گیا۔ ابویعلیٰ اور شاشی اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک میں ضیائے مقدسی صحیح مختارہ میں محمد بن حاطب اور حاکم مستدرک میں بافادۂ تصحیح ان کے بھائی حارث بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلص فامر بقتلہ فقیل انہ سرق فقال اقطعوہ ثم جئ بہ بعد ذالک الی ابی بکر وقد قطعت قوائمہ فقال ابوبکر ما اجد لک شیأ الا ما قضی فیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم امر

بقتلك فانه كان اعلم بك فامر بقتله.

صحیح مستدرک کے لفظ حارث بن حاطب سے یہ ہیں:

ان رجلا سرق على عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فاتى به فقال اقتلوه فقالوا انما سرق قال فاقطعوه ثم سرق ايضا فقطع ثم سرق على عهد ابى بكر فقطع ثم سرق فقطع حتى قطعت قوائمه ثم سرق الخامسة فقال ابوبكر رضى الله تعالى عنه كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اعلم بهذا حيث امر بقتله اذهبوا فاقتلوه اذهبوا.

ظاہر ہے کہ ان دونوں کے قتل کا حکم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے علومِ غیب کی ہی بنا پر فرمایا تھا ورنہ ظاہر شریعت میں وہ مستحق قتل نہ تھے۔

اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماعِ علماء

امام جلیل جلال الملۃ والدین سیوطی سلمہ اللہ تعالیٰ خصائص کبریٰ شریف میں فرماتے ہیں: باب ومن خصائص المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ عليه وسلم من جمع بين القبلتين والهجرتين وانه جمعت له الشريعة والحقيقة ولم يكن للانبياء الا احدهما بدليل قصة موسى مع الخضر عليهما الصلوة والسلام وقوله انى على علم من علم الله لا ينبغى لك ان تعلمه وانت على علم من علم الله تعالى لا ينبغى لى ان اعلمه وقد كنت قلت هذا الكلام اولا استنباطا من هذا الحديث من غير ان اقف عليه فى كلام احد من العلما ثم رايت البدر بن الصاحب اشار اليه فى تذكرته ووجدت من شواهده حديث السارق الذى امر بقتله والمصلى الذى امر بقتله وقد تقدم فى باب الاخبار بالمغيبات زيادة ايضاح لهذا الباب فقد اشكل فهمه على قوم

ولو تاملوا لاتضح لهم المراد بالشريعة الحكم بالظاهر و بالحقيقة الحكم بالباطن وقد نص العلماء على ان غالب الانبياء عليهم السلام انما بعثوا ليحكموا بالظاهر دون ما اطلعوا عليه من بواطن الامور وحقائقها ولكون الانبياء لم يبعثوا بذالك انكر موسى قتله الغلام فقال له لقد جئت شيئا نكرا لان ذالك خلاف الشرع فاجابه بانه امر بذالك وبعث به فقال وما فعلته عن امرى ذالك تاويل فهذا معنى انك على علم الى اخره قال الشيخ سراج الدين البلقينى فى شرح البخارى المراد بالعلم التنفيذ والمعنى لا ينبغى لك ان تعلمه لتعمل به لان العمل به مناف لمقتضى الشرع ولا ينبغى ان اعلمه فاعمل بمقتضاه لانه مناف لمقتضى الحقيقة قال فعلى هذا لا يجوز للولى التابع للنبى صلى الله تعالى عليه وسلم اذا اطلع على حقيقة ان ينفذ ذالك بمقتضى الحقيقة وانما عليه ان ينفذ الحكم الظاهر انتهى وقال الحافظ ابن حجر فى الاصابة قال ابو حيان فى تفسيره الجمهور على ان الخضر نبى وكان علمه معرفة بواطن اوحيت اليه وعلم موسى الحكم بالظاهر فاشار الى ان المراد فى الحديث بالعلمين الحكم بالباطن والحكم بالظاهر لا امر اخر وقد قال الشيخ تقى الدين السبكى ان الذى بعث به الخضر شريعة له فالكل شريعة واما نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم فانه امر اولا ان يحكم بالظاهر دون ما اطلع عليه من الباطن والحقيقة كغالب الانبياء ولهذا قال نحن نحكم بالظاهر وفى لفظ انما اقضى بالظاهر والله يتولى السرائر وقال انما اقضى بنحو ما اسمع فمن قضيت

له بحق آخر فانما هی قطعة من النار وقال للعباس اما ظاهرك وفكان علينا واما سريرتك فالى الله وكان يقبل عذر المتخلفين عن غزوة تبوك يكل سرائرهم الى الله وقال فی تلك المرأة لوكنت راجما احدا من غير بينة لرجمتها وقال ايضا لولا القرآن لكان لی ولها شان فهذا كله صريح فی انه انما يحكم بظاهر الشرع بالبينة اوالاعتراف دون ما اطلعه الله عليه من بواطن الامور وحقائقها ثم ان الله زاده شرفا واذن له ان يحكم بالباطن وما اطلع عليه من حقائق الامور فجمع له بين ما كان للانبياء وما كان للخضر خصوصية خصه بها ولم يجمع الامران لغيره وقد قال القرطبی فی تفسيره اجمع العلماء عن بكرة ابيهم انه ليس لاحد ان يقتل بعلمه الا النبی صلی الله تعالٰی عليه وسلم وشاهد ذالك حديث المصلی والسارق الذين امر بقتلهما فانه اطلع علی باطن امرهما وعلم منهما ما يوجب القتل ولو تفطن الذين لم يفقهوا الی استشهادی بهذين الحديثين فی اخر الباب لعرفوا ان المراد الحكم بالظاهر والباطن فقط لا شئ اخر لا يقوله مسلم ولا كافر ولا مجانين المارستان وقد ذكر لبعض السلف ان الخضر الی الان ينفذ الحقيقة وان الذين يموتون فجاءة هو يقتلهم ان صح ذالك فهو فی هذه الامة بطريق النيابة من النبی صلی الله تعالٰی عليه وسلم فانه صار من اتباعه كما ان عيسٰی عليه السلام لما ينزل يحكم بشريعة النبی صلی الله تعالٰی عليه وسلم نيابة عنه ويصير من اتباعه وامته اھ ۔

<u>اِس کلامِ نفیس سے یہ ثابت ہُوا</u> کہ عامۂ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو صرف ظاہرِ شرع پر عمل کا اِذن ہوتا ہے اور سیّدنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنے علمِ مُغَیَّبات پر عمل کا حکم ہے لہٰذا انہوں نے ناسمجھ بچہ کو بے کسی جُرم ظاہر کے قتل کر دیا اور یہ کہ اب جو ناگہانی موت سے مرجاتے ہیں انہیں بھی وہی قتل فرماتے ہیں اور ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ظاہرِ شرع اور اپنے عُلومِ غیب دونوں پر عمل وحکم کا ربّ عزّ وجلّ نے اختیار دیا ہے اور امام قرطبی نے اجماع علماء نقل فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ محض اپنے علم کی بناء پر قتل کا حکم فرمادیں اگرچہ گواہ شاہد کچھ نہ ہو اور حضور کے سوا دوسرے کو یہ اختیار نہیں تو اگر اُس نماز والے یا اس چور یا اس شخص کو جس پر عورت نے دھوکے سے تہمت رکھی تھی قتل کا حکم فرمادیں تو یقیناً وہ حضور کے علوم غیب ہی پر مبنی ہے نہ کہ اُن کا نافی کیوں وہابیو! اب تو اپنی اوندھی مت پر مطلع ہوئے فانی تؤفکون ۔ (کہاں اوندھے پھیرے جاتے ہو)

مسلمانو! وہابیہ کے مطلب پر بھی غور کیا۔ حکم کے دو ہی منبع ہوتے ہیں یا ظاہر شرع یا باطنی علوم غیب۔ ظاہر ہے کہ یہاں ظاہر کی رُو سے تو اصلاً حکم رَجم کی گنجائش نہ تھی، نہ ملزم کا اقرار نہ اصلاً کوئی گواہ۔ صرف مدعی کا غلط دعوٰی سُن کر مسلمان کے قتل کا حکم فرمادیں۔ نبی کی شان تو ارفع واعلٰی ہے۔ آج کل کا کوئی عالم نہ عالم کوئی جاہل حاکم ہی ایسا حکم کر بیٹھے تو ہر عاقل اُسے یا سخت جاہل یا پکا ظالم کہے تو حدیث صحیح مان کر راہ نہ تھی مگر اسی طرف کہ حُضور نے بر بنائے تہمت ہرگز یہ حکم نہ دیا بلکہ اپنے عُلومِ غیب سے جانا کہ یہ شخص قابلِ رَجم ہے اس بنا پر حکم رَجم فرمایا۔ اِسے وہابیہ مانتے نہیں بلکہ بزعم خود اسی کے اِبطال کو یہ حدیث لائے ہیں تو اب سمجھ لیجئے کہ اِن کا مطلب کیا ہوا اور انہوں نے تمہارے پیارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر کیسا بھاری الزام قائم کیا۔ کیوں نہ ہو، عداوت کا یہی مُقتضٰی ہے۔

قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفی صدورهم
اکبر قد بینا الایٰت لقوم یعقلون[1] ٥ والذین یؤذون
رسول اللہ لھم عذاب الیم[2] ٥ رب اعوذبک من
ھمزات الشیٰطین ٥ واعوذبک رب ان یحضرون[3] ٥ وصلی اللہ
تعالیٰ علی سیدنا ومولٰنا محمد واٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین
واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین واللہ
سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

---

[1] یقیناً ان کی باتوں سے بُغض (کینہ) ظاہر ہوگیا اور جو ان کے سینوں نے چھپا رکھا ہے وہ بڑا ہے۔ ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سُنا دیں اگر تمہیں عقل ہو (آل عمران ۱۱۸)

[2] اور جو لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تکلیف دیتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے (التوبہ ۵۸)

[3] اے میرے ربّ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے اور اے میرے ربّ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں (المؤمنون ۹۷-۹۸)

اِسْمَاعُ الْاَرْبَعِیْنَ

فِیْ

شَفَاعَةِ سَیِّدِ الْمَحْبُوْبِیْنَ

تصنیف

مجدد دین و ملت امام اہلسنت

الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ

مرکزی مجلسِ رضا

تمہیدِ ایمان

بآیاتِ قرآن

تصنیف

مجددِ دین و ملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ



راضی بہ رضائے محبوب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ایک شخص کو لوگ چوری کے الزام میں پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ اس پر مدعی نے الزام لگایا کہ اس نے ہماری اونٹنی چرالی تھی۔ ہم نے اونٹنی کو تلاش کرتے ہوئے اس کے کھیت میں پا لیا۔ چنانچہ ہم نے اس شخص کو پکڑ لیا اور مع اونٹنی کے آپ کے حضور لے آئے ہیں۔

گواہوں نے بھی اس کے خلاف گواہی دے دی۔

حضور علیہ السلام نے فیصلہ صادر فرما دیا "اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔"

ملزم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے اپنی صفائی میں کچھ کہنے کے بجائے سر تسلیم خم کر دیا۔ اس کا ہاتھ کاٹنے کے لئے لے جانے لگے تو وہ یہ کہتا ہوا چلا:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْ صَلٰوتِكَ شَىْءٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْ بَرَكَاتِكَ شَىْءٌ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْ سَلَامِكَ شَىْءٌ۔

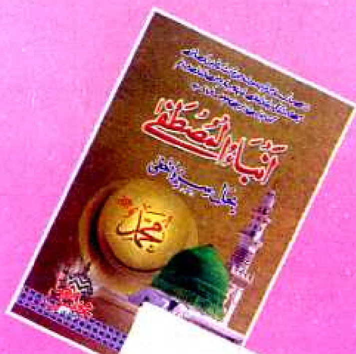
ترجمہ: تمام رحمتیں نازل فرمادے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور تمام تر برکتیں نازل فرمادے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور تمام تر سلام نازل فرمائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہاں تک کہ تیری رحمتوں برکتوں اور سلاموں میں سے کچھ باقی نہ رہ جائے

وہ اونٹنی بول اٹھی: یا مُحَمَّدُ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ اس شخص نے مجھے چرایا نہیں تھا بلکہ میرا بندھن کھل گیا تھا اور میں از خود چرتی ہوئی چلتے ہوئے اس کے کھیت میں پہنچ گئی تھی۔

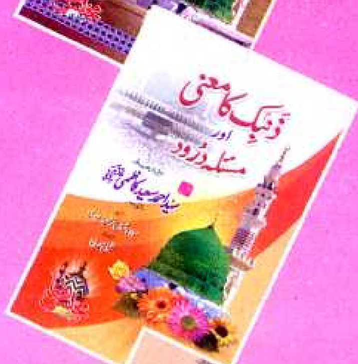
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کوئی ہے جو اس شخص کو میرے پاس لے آئے ستر آدمی اہل بدر میں سے دوڑ پڑے اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں لے آئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے دریافت فرمایا "تو نے کون سی دعا پڑھی تھی۔؟

اس نے عرض کی "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے یہ درود پڑھا تھا۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا" اسی لئے میں نے دیکھا کہ فرشتے مدینہ کے گلی کوچوں میں بھر گئے اور قریب تھا کہ میرے اور تیرے درمیان حائل ہو جائیں۔ آپ نے اسے بری فرما دیا۔ (حیٰوۃ الحیوان)
















B-19 جاوید پارک شادباغ لاہور